انقلابی جماعت
رُحَمَآءُ بَیۡنَھُمۡ

سید منور حسن

امیر جماعتِ اسلامی کراچی

محترم امیرِ جماعت ، قاضی حسین احمد صاحب ، معزّز صدرِ مجلس میاں طفیل محمد صاحب ، ذمّہ دارانِ جماعت ، مہمانانِ گرامی ، میرے بزرگو ، دوستو ، راہِ حق کے ساتھیو اور میری معزّز بہنو!

موضوع زیرِ بحث ، یوں تو واضح اور متعین ہے ، تاہم "انقلاب" رخ اور حالات کے بدل دینے کا ، موڑ دینے اور پلٹ دینے کا ، بلکہ الٹ پلٹ کر دینے اور تلپٹ کر دینے کا نام ہے ۔

یہ کام جس بھرپور صلاحیت ، اہلیت اور قوتِ کار کا متقاضی ہے اسکا متحمّل کوئی فرد تنہا نہیں ہو سکتا ، یوں بھی فرد کا لایا ہوا "انقلاب" ، اس کے مزاج کی چھاپ لے کر ابھرتا ہے ، اسکی سوچ کا آئینہ دار ہوتا ہے ، اسکے نقطۂ نظر اور فکر و خیال کا اسیر ہوتا ہے ۔ ایسا انقلاب فرد سے شروع ہو کر فرد ہی پر ختم بھی ہو جاتا ہے ۔

ہم جس "انقلاب" کے داعی ہیں ، وہ نظریہ کا اور عقیدہ کا انقلاب ہے ۔ اللہ سے لو لگانے اور اسی کا ہو رہنے کا انقلاب ہے ۔ یہ انقلاب فکر و نظر کا ، قلب و جگر کا ، سوچ و عمل کا اور روح و بدن کا انقلاب ہے ۔

یہ انقلاب ایک منظم جماعت کا خوگر ، منتظر اور ایک مضبوط گروہ کا مرہونِ منت ہے ۔

ایسی جماعت جو ایمان کے بل پر اٹھے ، اصولوں پر تشکیل پائے ، باہمی مشاورت سے چلے ، رضائے الٰہی جس کا نصب العین قرار پائے ، جدوجہد جسکے رگ و پے میں سرایت کیے ہو ، قال اللہ اور قال رسول اللہ جس کی میزان ٹھہرے ۔

جماعت ——— تربیت و تزکیہ جس کی گھٹی میں پڑا ہو ، جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت جس کی منزل کا پتہ دیتے ہوں ، جو معرکوں کی خوگر اور غلبۂ حق جس کا مقدر رہو ، جس کے روز و شب ، "تیز ترک گامزن ، منزلِ ما دور نیست" کا پیغام دیتے اور ،

"شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے

یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے" کا مژدہ جانفزا سناتے ہوں ۔

لہٰذا ، حقیقی "انقلابی جماعت" ، صرف "اسلامی جماعت" ہی ہو سکتی ہے ۔

جو انسان کی فطری ضرورتوں اور طبعی تقاضوں کا لحاظ رکھ سکے ، انسانی صلاحیتوں کے جلا اور نشو و نما کا اہتمام کر سکے ، وصولیٔ حق اور ادائیگیٔ فرض میں توازن قائم کر سکے ۔

ایسی جماعت ، جو معاشرے میں قائم اور رائج نظام سے اعلان برأت کرے ، لگے بندھے طور طریقوں ، رسوم و رواج کو تاراج کرے ، جمے جمائے تمدّن کے فرسودہ ، بے خدا ڈھانچہ کو نابود کرے ۔

جو بندگانِ خدا کو بندگیٔ رب کی طرف بلائے ، جہاد اور شہادت کی طرف انہیں ہنکائے ، ربِّ حقیقی کا دستِ نگر ——— اور ——— اسکی حمد و ثنا کا پیکر بنائے ، جو اخروی زندگی کو اصل ——— حیاتِ جاوداں ——— اور حقیقی بنائے ، سمجھائے ، جو اللہ کی کتاب سے انہیں جوڑے ، سارے طلسم توڑ دے اور سنّتِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کا تابع بنائے ، جو اعلانِ بغاوت کرے ۔

سارے جھوٹے خداؤں سے رشتہ ناطہ توڑنے کی بات کرے ، خدائے واحد کو رب مان لینے ، اسی کا ہو رہنے ——— اور ——— اپنا سب کچھ اسی کی راہ میں لٹا دینے کی جوت جگائے ۔

"ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ" (سورۃ التوبہ : ۱۱۰) کا سبق دہرائے ۔

جو بیچ چوراہے کھڑے ہو کر ، بھرے بازار ، ڈنکے کی چوٹ ، بلا خوفِ تردید ، ہر ملامت کو انگیز کرتے ہوئے پکار دے کہ ،

یہ بھری پڑی دنیا میری ہے ، کل کائنات میرے رب کی ہے اور مَیں اس کا خلیفہ ہوں ۔

یہ تمدّن بھی میرا ہے ، تاریخ کی تعبیر بھی میری ہے ، اور بساطِ سیاست بھی میری ہے ،

حکومت اور عدالت بھی میری ہے ۔

یہ اللہ کے رنگ میں سب کو رنگ دینے کی جماعت ، صبغۃ اللہ جسے کہیں ۔

حضرات !

معاشرہ گیا گزرا ہو جاتا ہے ، زنگ آلود ، داغدار ہو جاتا ہے ، گراوٹ و انحطاط کا شکار ہو جاتا ہے ، ذلت و نکبت سے دوچار ہو جاتا ہے ، پستیوں کی گہرائیوں میں گر جاتا اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے ——— "انقلابی جماعت" اخلاق اور اسکی قدروں کو دیوالیہ پن کی دلدل سے نکال کر ، تکریم ، تعظیم اور قبولیت کا آہنگ دیتی ہے ، نقطۂ نظر ، فکر و نظر اور سوچ کو بلندیوں کی اوج ثریا پر پہنچاتی ہے ۔ عجز و انکسار ، عدل و احسان اور مروت و ایثار کو عام کرتی ہے ۔ فرد کو انفرادیت اور خود پسندی سے دستبردار ہونے ، اجتماعیت کو اپنانے اور "پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ" کے عنوانات سجانے کا درس دیتی ہے اور "موج ہے دریا میں بیرون دریا کچھ نہیں" کا ذہن اور سانچہ فراہم کرتی ہے ۔

معاشرہ کو روگ لگ جاتے ہیں ، جو گھن کی طرح اسے کھاتے ہیں ، روگی معاشرہ ، بیمار ، تہی دست و تہی دامن معاشرہ اندر سے کھوکھلا ، لٹا پٹا معاشرہ ، اجڑا اجڑا سا ، ویران معاشرہ ——— "انقلابی جماعت" اس معاشرہ کیلئے "کاروانِ دعوت و محبت" بھی ہے ، "قافلۂ امن و اخوت" بھی ہے ، جب لوگ نفرتوں میں ڈوبے ہوں ، یہ ان کیلیے محبت کے گیت گاتی ہے ، جب لوگ اندھیروں میں بھٹک رہے ہوں ، یہ انہیں روشنیوں اور اجالوں کی طرف لاتی ہے ، جب لوگ غلاظت کے ڈھیر کو اپنا مسکن بنا چکے ہوں ، یہ انہیں پاکیزگی اور صفائی کا شعور دلاتی ہے ، جب لوگ باہم دست و گریباں ہو رہے ہوں ، نسلی ، قبائلی ، لسانی وحدتوں میں سمٹ رہے ہوں ، سکڑ رہے ہوں ، اور "اذ کنتم اعداءً" ... "تم ایک دوسرے کے دشمن تھے" "و کنتم علی شفا حفرۃ من النار ..." "تم آگ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے" کی تفسیر بن رہے ہوں ، "انقلابی جماعت" ، انہیں شیر و شکر کرتی ، باہم بغلگیر کراتی ، اور بلندیوں کی طرف لے جاتی ہے ، آفاقی بناتی ، ہمتیں بڑھاتی ، ولولے جگاتی اور ایمان کی خوشبو مہکاتی ہے اور "ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند" ان میں شامل کراتی ہے اور :

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

کا مژدۂ جانفزا سناتی ہے ۔

جب لوگ سب کچھ بھول چکے ہوں ، کچھ اپنی بھی خبر نہ آتی ہو کا مصداق بن چکے ہوں "نسوااللہ فانسٰھم انفسھم" (سورۃ الحشر: ۱۹) کا عنوان ہو چکے ہوں "انقلابی جماعت" کا فرض ہے کہ انہیں اللہ سے ڈرائے ، اپنے رب کی طرف لوٹائے اور " اتقوااللہ ... والتنظر نفس ما قدمت لغد ... واتقوااللہ " کا درس یاد دلائے ، انہیں ان کی شناخت بتائے ، خود اپنے آپ ہی سے انہیں متعارف کرائے ، ان کی حقیقت سے انہیں روشناس کرائے ، گم کردہ راہ کو راہ دکھائے ، مشعلِ راہ بن جائے اور اپنے پیر پر آپ کلہاڑی مارنے والوں کو خودکشی و خود سوزی کے اس لایعنی ، عبث مشغلہ سے نجات دلائے ۔

ہم اس انقلاب کی اور انقلابی جماعت کی بات کرتے ہیں ، اسی کو اپنی تمناؤں کا مرکز اور آرزوؤں کا محور سمجھتے ہیں ، اسی کو رگ و پے میں سرایت کرتا دیکھتے ہیں اور ہر سانس میں اسی انقلاب کی آواز سنتے ہیں اور دل کی ہر دھڑکن سے اسکی گواہی دیتے ہیں ، جسکے "رہبر و رہنما ، مصطفےٰ ، مصطفےٰ ۔ خاتم الانبیاءؐ ، مصطفےٰ مصطفےٰ ، رحمتِ ؐ دوجہاں ، مصطفےٰ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم" قرار پاتے ہیں :

"اِنّآ ارسلنک شاہداً وّمبشراً وّنذیرا ، وداعیاً الی اللہ باذنہٖ وسراجاً منیراً" ۔

(سورۃ الاحزاب : ۴۵)

ترجمہ :

"اے نبیؐ! ہم نے تمہیں بھیجا ہے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر ، اللہ کی اجازت سے اس کی طرف دعوت دینے والا بنا کر اور روشن چراغ بنا کر" ۔

اور جس کے کارکن ، محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ..." (سورۃ الفتح: ۲۸)

اپنے اصولوں پر کاربند ، عقیدہ پر مرمٹنے والے ، ایمان پر آنچ نہ آنے دینے والے ، نظریہ کے سانچے میں ڈھلے ، اللہ کے باغیوں کیلیے لوہے کے چنے اور رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد کے بنے ، باہم بڑے مربوط ہیں ۔ ایک دوسرے کیلیے رحیم و شفیق ہیں ۔ یہ بلند ہمّت لوگ ہیں ۔ یہ بلند قامت لوگ ہیں ، اولوالعزم انسان ہیں ۔ یہ استقامت و استقلال کے کوہِ گراں ہیں ، دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں یہ وہ طوفان ہیں ، جو غرض مندی خود غرضی اور مفاد پرستی سے بھری پڑی اس دنیا میں بے غرضی بے لوثی اور ، ایثار بیشی کی سچی تصویر بنتے ہیں ۔ جو یقین محکم ، عمل پیہم کا درس دیتے ، محبت کو فاتحِ عالم قرار دیتے ہیں ، اور یوں جہادِ زندگانی میں مردوں کی ان شمشیروں کا

سوز و ساز جگاتے ہیں ۔

میرے دوستو اور بزرگو ، یوں تو مسلم معاشرے میں جیسی بھی اسکی تاریخ ہے ، جہاں تک ہماری نگاہ جاتی ہے ، ماضی کے جھروکوں میں ہم جھانکیں ، تاریخ سے اپنے اس رشتے کو استوار کریں ، ہمیں ایسے افراد ہمیشہ ملتے رہے ہیں ۔ قد آور شخصیتیں دکھائی دیتی ہیں نیک اور بلند آہنگ شخصیتیں ہر زمانے میں موجود رہی ہیں ۔ شاذ و نادر نہیں ، خال خال نہیں ، خوب خوب رہی ہیں اور درس و تدریس ہوتا رہا ، وعظ و نصیحت کیا جاتا رہا ۔ پند و نصائح میں کوئی کمی کبھی نہ ہوئی ۔ دعوت و تبلیغ کا فریضہ بھی انجام دیا جاتا رہا ، لیکن پچھلی صدیوں کے ملّی انحطاط ، نے صدیوں کی غلامی نے ، اور تقسیم در تقسیم کے مراحل اور عمل نے ، ملّت کی خوابیدگی نے ایسی "انقلابی جماعت" سے معاشرہ کو خالی رکھا ۔ ملّت کو دور رکھا اس نعمت سے بہرہ ور نہ ہونے دیا ۔ اس بیج کو برگ و بار نہ لانے دیا اور یوں شجر سایہ دار سے پوری ملّت کو محروم رکھا ۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آزادی کے بعد بھی غلامی ہے ۔ ایمان کے بعد بھی اللہ کے علاوہ بہت سے خدا لوگوں نے بنا رکھے ہیں بہت سے بت اپنے سینوں کے اندر سجا رکھے ہیں ۔ لہٰذا انقلابی جماعت کا احیاء اور "محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم" اس دور کی نشاۃ ثانیہ ہے اور یہ ایمان کا تقاضا بھی ہے ، یہ دین کا مطالبہ بھی ہے ، نوشتۂ دیوار بھی ہے ، اور معاشرہ اس کا طلبگار بھی ہے ۔

چنانچہ جب جماعتِ انقلابی اور ، انقلاب آفریں ہوگی تو اس سے منسلک افراد بھی انقلابی صفت ہوں گے اور رُحماء بینھم کا مصداق نظر آئیں گے ایسے لوگ بکھرے بکھرے منتشر سے نہیں بلکہ باہم مربوط ہوتے ہیں ۔ یہ اکھڑے اکھڑے سے نہیں ، سیسہ پلائی ہوئی دیوار اور بڑے مضبوط ہوتے ہیں ۔ یہ نفرتوں میں ڈوبے ہوئے نہیں ، اخوت و محبت کے سفیر ہوتے ہیں ، یہ خشک اور پھیکے سے نہیں ۔ مودّت اور مواسات کے اسیر ہوتے ہیں ۔ یہ خود اپنے آپ میں گم نہیں ، ایثار اور قربانی کے حریص ہوتے ہیں ، اخلاقِ کریمانہ ان کی شان ، عفو و درگزر ان کی پہچان ، گفتار میں ، کردار میں اللہ کی برہان ہوتے ہیں ۔

ان میں کا ہر انقلابی ریشم کی طرح نرم ، شہد کی طرح شیریں ، ملیے تو گداز ، سنیے تو کانوں میں رَس گھلنے کا احساس ، یہ کٹے ہوئے نہیں ، آپس میں جڑے ہوئے باہم دیگر مربوط ہوتے ہیں خوب خوب جڑے ہوئے ۔ یہ دور دور فاصلوں میں بٹے ہوئے نہیں بلکہ اپنائیت کے رشتے میں بندھے ہوئے ، تسبیح کے دانے کی طرح باہم پروئے ہوئے ۔ انکے درمیان اگر فاصلے حائل ، تب بھی دل ساتھ دھڑکتے ہیں ۔ یہ حالات کی سنگینی پر ایک ساتھ کڑھتے ہیں ۔ یہ ہواؤں کا رخ بدلنے

کے لیے ایک ساتھ اٹھتے ہیں ۔ قدم بقدم جانوں کے نذرانے پیش کرتے ہیں "رحماء بینھم" اپنے رب سے کیے ہوئے عہد و پیماں کو سچ کر دکھاتے ہیں اور اسی کا ہو رہنے کا درس دیتے ہوئے دار فانی سے کوچ کر جاتے ہیں ۔ اور اپنے رب سے ملاقات کے منتظر یہ شیدائی اپنے رب سے جا ملتے ہیں ۔

"رحماء بینھم" ان کی شان جسم واحد کی طرح یکجان ، ایک دوسرے پہ مہربان ، مونس اور بڑے غمخوار ، دکھ درد میں ایک دوسرے کے حصہ دار ۔

جس طرح انسانی جسم کے ایک حصے کو تکلیف پہنچے تو دُوسرا اس سے اغماض نہیں برتتا ، نظر انداز نہیں کرتا ، پیر میں کانٹا بھی چبھے تو آنکھ ہے کہ ٹپ ٹپ روتی ہے ، آنسو بہاتی ، شور و واویلا مچاتی ہے ، حالانکہ آنکھ اور پیر کا فاصلہ تو دیکھئے خود کانٹا جسم کے حصے کیلیے باعث تکلیف ہوتا ہے ۔ لیکن پورا جسم انکاری ہے کہ میں چلوں گا نہیں ، اپنی جگہ سے ہلوں گا نہیں ، منزل کی جانب بڑھوں گا نہیں ، جب تک کانٹا نہ نکلے ، یہاں سے اٹھوں گا نہیں ۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان دُوسرے مسلمان کا بھائی ہے ، اس کا مونس اور غمخوار ہے ، اس کا خیر خواہ ہے اور یوں بھی سچی بات تو یہ ہے کہ کون کسی کو کچھ دے سکتا ہے ۔ دینے والی ذات تو ایک ہی ہے ، کون کسی کا دکھ بانٹ سکتا ہے ، کون کسی کا غم ہلکا کر سکتا ہے ، لیکن ہمدردی کے دو میٹھے بول بولنے سے بوجھ اتر جاتا ہے ۔ انسان ہلکا ہو جاتا ہے ۔ غم کو اپنے آپ سے بہت دور پاتا ہے اور میٹھے ہی دو بول ہوتے ہیں جو خوشیوں کو دوبالا کرنے والے ہوتے ہیں ، اکیلے اور تنہا کوئی بھی مسرّت کا لطف نہیں اٹھا پاتا ہے ۔ اس لطف کو دوبالا کرنے کیلیے بھی انسان کو انسانوں کی ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی ساتھ دے ، خوشیاں بڑھائے اس میں اضافہ کرے ۔

رحماء بینھم کا یہ کیا ہی ایمان افروز واقعہ کہ جب جاں کنی کی حالت تھی ، جنگ کے زخمی پڑے تھے تو ان میں سے ایک نے پانی کیلیے پکارا ، مشکیزہ لیے جب پکار کو سننے والا اس جانب بڑھا اور پہنچا اور پانی اس کے آگے کیا تو قریب سے ایک اور نے آواز دی ، وہ آواز بھی پانی کے لیے تھی ۔ یہ زخمی بھی سسک رہا تھا ، اس نے کہا نہیں پہلے اس کو پانی پلاؤ ، تو جب اسکے پاس پہنچے ، ابھی مشکیزہ آگے ہی کیا تھا کہ تیسرے کی آواز آئی کہ پانی ۔ اور اس نے کہا کہ اسکو جا کر پلاؤ اور جب وہاں پر پہنچے تو وہ دم توڑ چکا تھا ۔ جب واپس دوسرے کے پاس آئے تو وہ اپنے رب کے پاس جا چکا تھا اور جب واپس پہلے کے پاس پہنچے تو وہ بھی رحماء بینھم کا درس دے چکا تھا ۔ اور رخصت ہوتے ہوئے یہ پیغام دے گیا تھا کہ انقلابی جماعت کی یہی پہچان ہے کسی جماعت کو انقلابی اور جاندار بنانے کیلیے یہی

کردار درکار ہے ۔

یہاں میرے دوستو میں اپنے دوستوں کے درمیان ، بھائیوں اور بزرگوں کے درمیان ، بہنوں کے درمیان ، کھڑا ہوں ۔ بھلا سوچئے اگر یہاں آپس کی بدگمانیاں ہوں ، کھچاؤ اور تناؤ ہو بس اک ظاہری سا رکھ رکھاؤ ہو وہاں انقلابی جماعت ہو انقلابی کارکن ہوں ، ہرگز نہیں ، وہاں انقلابی کارکن کیسے مل سکتا ہے ۔ انقلاب کا سماں ممکن ہی نہیں ہے ۔ وہاں رب کی رضا اور جنت کا حصول ناممکنات میں سے ہے ۔

رحماء بینھم اس میں بڑی وسعت ہے ۔ عام مسلمانوں سے وابستگی کی بات ہے ، انکو جانتے ، سمجھنے اور اپنانے کی بات ہے کہ ان سے قربت اختیار کی جائے ۔ جب ہم نمازیں لوگوں کے ساتھ پڑھتے ہیں ، چاہے وہ دیوبندی ہوں ، چاہے بریلوی ہوں ، چاہے اہلحدیث ہوں ، جب حج ہم انکے ساتھ کرتے ہیں تو خواہ عربی ہو یا عجمی ہو یا ترک و تاتاری ہو ، تو پورا دین اور سارا انقلاب ان کے بغیر کیسے ممکن ہے ؟ اگر انقلاب آئے گا تو انہیں کے ذریعے سے ہوگا ۔ جس کے ساتھ حج کیا جاتا ہے ، جن کے ساتھ نمازیں پڑھی جاتی ہیں ، اس لیے میرے دوستو رحماء بینھم ان سب کیلیے ہے ۔

معاشرے میں میرے دوستو بہت سی جماعتیں ہیں ، بہت سے گروہ ہیں ۔ خالص دینی بھی ہیں ، ملی جلی بھی ہیں ۔ وہ بھی ہیں جو بر سرِ زمین کم اور زیرِ زمین زیادہ ہیں ۔ لال ، پیلی ، ہری ، نیلی ، رنگ برنگی جماعتیں ، اودے اودے نیلے نیلے ، پیلے پیلے ، پیراہن سبھی بساط بھر کام کر رہی ہیں ۔ عوام تک پہنچ رہی ہیں ۔ ان کے معاملات میں دلچسپی لے رہی ہیں ۔ اصلاح کیلیے کوشاں اور سرگرداں ، انکی خیر خواہی کے لیے کوشاں ہیں ۔ انہی عوام تک رسائی ، دعوت کا فہم اور ان تک پذیرائی ، تبدیلی اور انقلاب کی اکائی بس یہی ہمیں بھی مطلوب ہے ۔ لہٰذا ان سے وابستہ رہنا ان کو اپنا سمجھنا ، احسان کا رویہ اپنانا ایک کی عزت اور توقیر کرنا ، ان کے کام آنا ، انکی خوشی میں ، انکی غمی میں ان سب کے ساتھ شریک رہنا ، انکے غموں کو بانٹنا اور ہلکا کرنا یہ سب دعوت کے کام ہیں ۔ رحماء بینھم ان سب کا عنوان اور شاہ کلید ہے ۔

جب ایسا ہوگا تب ہی پذیرائی ہوگی ۔ ایک ساتھ چلنے کی بات ہوگی ۔ انقلاب ، انقلاب ، اسلامی انقلاب کی لے بڑھ سکے گی ۔ پھر یہ صرف مینارِ پاکستان نہیں ، ہر ملک ، ہر بستی کے اندر ، کہ ہر ملک ملکِ ماست ۔ کہ ملکِ خدائے ماست ۔ ہر ہر زمین اور ہر چپّے پر انقلاب اور یہی صدا لگائی جائے گی ۔

نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہمارے اوپر ہتھیار اٹھائے ، وہ ہم میں سے نہیں ہے ۔ جو مسلمان پر تلوار چلائے ، وہ ہم میں سے نہیں ہے ۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں حسد نہ کرو ، بغض اور عداوت نہ رکھو ، ایک دوسرے کی جڑنہ کاٹو ، آپس میں منہ پھیر کر نہ بیٹھو ۔ اے خدا کے بندو بھائی بھائی بن کر رہو ۔ رہبر و رہنما کا حکم ہم کو یہ پہنچا کہ آپس میں سگے بھائیوں جیسی محبت اور پاسداری برتو ۔ جہالت کی بری عادتیں ترک کرو ۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جان ، مال ، عزّت و آبرو ، سب حرام ہیں ۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایکدوسرے کا خون نہ بہاؤ ، رشتہ داروں کے حق ادا کرو ، اور آپؐ نے فرمایا کہ جس نے یہ سب مان لیا جنت اس کا ٹھکانا ہوا ۔ جنت اسکی آخری قیام گاہ قرار پائی ۔ یہ ساری بنیادیں ہیں رحماء بینھم کی ۔ رحماء بینھم کی عظیم الشان مثالیں ہیں میرے دوستو ، کس کس واقعہ کا تذکرہ کروں ۔ ایک موقع وہ تھا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مکے سے مدینے پہنچتے ہیں ۔ مکے سے لُٹے پِٹے قافلے مہاجرین مکہؓ مدینے پہنچتے ہیں ، تو اس حال میں پہنچتے ہیں کہ عزیز و رشتہ دار پیچھے رہ گئے ہیں ۔ اپنے معاش کو اقتصادی ڈھانچے اور نظام کو مکے میں چھوڑ کر چلے ہیں ، اس حال میں وہاں پر پہنچے ہیں ، کھانے اور پینے کو کچھ میسر نہیں ہے ۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین کے درمیان مواخات فرمائی ، ان کو بھائی بھائی بنا دیا ۔ ایک دوسرے کا غم خوار بنا دیا ، لوگ ایک دوسرے کے مال میں ، اسباب میں شریک ہو گئے اور پھر انہیں بازار کا راستہ دکھا دیا ۔ اور جو معاشی مسئلہ درپیش تھا ، جو سماجی مسئلہ درپیش تھا ، جو معاشرتی اقدار خطرے میں پڑ رہی تھیں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ناخن تدبیر نے سارے معاملات کو طے کرا دیا ، لیکن نہیں ، اس سے بھی ذرا آگے چلیے ، رحماء بینھم کی عظیم الشان مثال تو وہ ہے ، جب صلح حدیبیہ کے موقع پر یہ افواہ سنی گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل کر دیے گئے ہیں ۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے سنا تو اپنے ساتھیوں کو پکارا "بایعوا علی الموت" موت کے اوپر بیعت کرنے کیلیے آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے پکارا اور لوگوں سے کہا کہ ، جمع ہو جائیں ، لوگ چل پڑے ۔ آپ کی طرف ، اور دوڑ پڑے آپ کی پکار پر ، لبیک کہنے کیلیے اپنی جگہ سے آگے بڑھے ۔ اور اپنے ایک ساتھی کے خون کا قصاص لینے کیلیے چودہ سو مہاجرین اور انصار لبیک کہتے ہوئے بیعت کیلیے ٹوٹ پڑے اور آگے بڑھے رحماء بینھم کی عظیم الشان مثال ہے ۔ اس لیے اللہ تبارک و تعالےٰ نے بھی فرمایا کہ

"لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ" (الفتح : ۱۸)

اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا ، جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے ۔ اللہ جس سے خوش ہو جائے ، اس کو پھر اور کیا چاہیے اور ہم میں سے کون ہے ، جو اللہ کی خوشی نہیں

چاہتا ۔ اللہ کی رضانہیں چاہتا ۔ ہم میں سے کون ہے ۔ ہم تو یہاں چل کرہی اسی لیے آئے ہیں ، کہ اللہ کی رضا کے طالب ہیں ، اس کو خوش رکھنا چاہتے ہیں ، اس کو خوش کرنا چاہتے ہیں ، لہٰذا اللہ تبارک و تعالےٰ جس عمل کے بارے میں یہ اعلان خود کر دے ہمیشہ کیلیے ، تاقیامت لوگ اس کی تلاوت کرتے رہیں ۔ خود یہ اعلان کر دے کہ کس عمل کے نتیجے میں وہ مومنوں سے خوش ہوگیا ، وہ عمل ایسا ہے کہ اسکو اپنایا جائے ۔

انقلابی جماعت، میرے دوستو! دعوت کے مرحلے سے گزرتی ہے ۔ اپنی صفوں کو منظم کرتی ہے ۔ تزکیہ اور تربیت کے مراحل طے کرتی ہے "تواصوابالحق اور تواصوابالصبر" کی گھاٹیاں پار کرتی ہے ۔ ٹوٹے ہوؤں کو جوڑتی ہے ، شکستہ دلوں کو تسکین فراہم کرتی ہے ۔ روٹھے ہوؤں کو مناتی ہے ، گمراہ اور بد راہ ہوجانے والوں کو راہِ راست دکھاتی ہے ۔ بندگیٔ نفس کی راہ پر بگٹٹ دوڑ جانے والوں کو روکتی اور انہیں سمجھاتی ہے ، ان میں الفت اور ملاطفت پیدا کرتی ہے ، ان میں محبت اور یگانگت جگاتی ہے ، خوئے دلنوازی اور اپنائیت کے دیپ جلاتی ہے ۔ اور پھر "بے خطر آتشِ نمرود" میں کود پڑنے کا حوصلہ اور ایمان پرور عزم دیتی ہے اُور پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی " اس کا احساس انہیں دلاتی ہے ۔ حاضر و موجود سے بیزار کرتی ، زندگی کچھ اور بھی دشوار کرتی اور پکار دیتی ہے کہ:

نہ تو زمیں کیلیے ہے نہ آسماں کیلیے
جہاں ہے تیرے لیے تو نہیں جہاں کیلیے

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔